عورت کی زیب وزینت اور غیر قوم سے مشابہت؛ اسلام کے رہنما اصول

Guiding Principles of Islam about Women Adoration and Resembling with Other Nations

Urooj Mahmood
Phase 5 Block L street 8 house 595 DHA,
Lahore;aroojmehmood611@gmail.com

Abstract

Women have much importance in the society. They can play their active role for the progress of the nation and the country. They should participate in the social and economic activities of the society. Islam gives them liberty to take part in such activities with some restrictions. This article aims to hightlight the principles for women to make up and resemble to the non Muslims. Examples from Islamic history and seerat of last prophet Hadhrat Muhammad ﷺ have been collected and analysed. Opinions of Islamic Scholars have also been discussed to clarify the matter. The research can be concluded that Islamic Teachings recommend to avoid the resembling with the nations that wear the naik dresses that do not fulfill the purpose of veil. Woman can wear all kind of dresses that are decent and cover the body.

Keywords: *Islamic teachings, Resembling with other nation, Dresses, Adoration of women*

خواتین کسی بھی معاشرے کی آبادی کا پچاس فیصد سے زیادہ پر مشتمل حصہ ہوتی ہیں۔اس لئے ان کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ان کی عملی شرکت سے ملک و قوم زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اسلام زندگی کے ہر میدان میں رہنمائی کرتا ہے اس بارے میں بھی اسلامی تعلیمات بھرپور رہنمائی کرتی ہیں کہ خواتین کو اپنی زیب و زینت کس طرح اختیار کرنی چاہیئے اور اپنی عصمت و پاکیزگی کا لحاظ کرتے ہوئے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینا چاہیئے۔اس بارے میں قرآن اور سنت کی روشنی بحث کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آئمہ فقہ کی آرا کا بھی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔قرآن میں عورتوں کو زمانہ جاہلیت کے تبرج سے منع کیا گیا ہے۔ **صاحبِ روح البیانؒ** کے مطابق حضرت آدمؑ و طوفانِ نوحؑ کے درمیان کا زمانہ جاہلیت اُولیٰ ہے جو بارہ سو بہتر سال ہے اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان کا زمانہ جاہلیت اُخری ہے جو تقریباً چھ سو سال ہے۔[1]

مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ فرماتے ہیں:

اگلی جاہلیت سے مراد قبلِ اسلام کا زمانہ ہے اُس زمانہ میں عورتیں اتراتی نکلتی تھیں اپنی زیت و محاسن (یعنی بناؤ سنگھار اور جسم کی خوبیاں مثلاً سینے کے اُبھار وغیرہ) کا اظہار کرتی تھیں کہ غیر مرد دیکھیں۔لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں۔[2]

گھر سے باہر نکلتے وقت جلباب کیسی ہو

جلباب اس چادر کو کہتے ہیں جو لباس کے اوپر اوڑھی جاتی ہے اور عام اوڑھنی سے بڑی ہوتی ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے مراد بڑی چادر لی ہے۔بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ نقاب یا برقع ہے۔ایک قول کے مطابق اس سے مراد وہ کپڑا ہے جو پورے جسم کو ڈھانپ لے۔جلباب کے آنچل کو اپنے اوپر لٹکانے یعنی اس سے خود کو ڈھانپنے کے سلسلے میں بھی علماء کے درمیان کچھ اختلاف ہے، چنانچہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عبید سلمانیؒ کا خیال ہے کہ عورت چادر کو اپنے اوپر اس طرح لپیٹ لے کہ اس کے جسم میں سے سوائے ایک آنکھ کے جس سے دیکھنے کا کام لے اور کچھ کھلا ہوا نہ ہو۔نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کا قول ہے اور **قتادہؒ** کا قول بھی یہی ہے کہ جلباب کے استعمال کی صورت یہ ہے کہ اسے پیشانی کے اوپر

---

[1]۔احمد رضا خان، بریلوی، اعلیٰ حضرت، نور العرفان (پیر بھائی اینڈ کمپنی، س ن) ص:673

[2]۔خزائن العرفان، (رضا اکیڈمی، بمبئی، ہند، س ن) ص:673

لپیٹ کر باندھ لے۔ پھر اس کا پلو موڑ کر ناک بھی چھپالے اس صورت میں کہ اگرچہ آنکھیں کھلی رہیں لیکن سینے اور چہرے کا بڑا حصہ ڈھک جائے۔امام حسن بصریؒ کا قول یہ ہے کہ جلباب اس طرح اوڑھے کہ آدھا چہرہ چھپ جائے۔[3]

جلباب میں چند مخصوص صفات کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ وہ پورے جسم کو(سوائے مستثنیٰ حصوں کے) ڈھانپ دے، خوبصورت نہ ہو، موٹی اور دبیز ہو، ڈھیلی ڈھالی ہو، تنگ و چست نہ ہو، خوشبو میں بسی ہوئی نہ ہو، مردانہ لباس سے مشابہ نہ ہو، کافر عورتوں کے لباس سے مشابہ نہ ہو، باعثِ شہرت بننے والی نہ ہو۔

بلا عذرِ شرعی اور بلا وجہ شرعی کھلے سر پھرنے کی عادت ظاہر ہے کہ ناپسندیدہ ہے خلافِ ادب ہے اور فساق کا طریقہ ہے جو کہ شرعاً مکروہ ہے۔اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔اس سے **متعلق شیخ عبد القادر جیلانیؒ** فرماتے ہیں کہ :

"ویکره کشف رأسه بین الناس وما لیس بعورة مما جرت العادة بستره"[4]

یعنی اپنے سر کو اور بدن کے حصے کو لوگوں کے سامنے کھولنا مکروہ ہے۔ باشریعت اور نیک لوگوں کا طریقہ یہی ہے کہ وہ اس کو چھپائے رکھتے تھے۔

علامہ جوزیؒ فرماتے ہیں:

ولا یحفی علی عاقل ان کشف الرأس مستقبح وفیه اسقاط مروه و ترک ادب وانما یقع فی المناسک تعبدالله۔[5]

یعنی عاقل شخص پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ لوگوں کے سامنے سر کھلا رکھنا مکروہ ہے۔

نیم عریاں اور فساق وفجار کے مخصوص لباس کی ممانعت اور کراہت

لباس کا مقصد ستر ڈھانپنا اور زینت ہے، پہن کر بھی انسان عریاں دکھائی دے، علامہ شامی نے لکھا ہے جسم کے جن اعضاء کا ستر واجب ہے اگر کپڑوں سے ان اعضاء کی ساخت اور ابھار دکھائی دے تو ان کو دیکھنا بھی ممنوع ہے۔[6]

آج کل کے برینڈڈ ریڈی میڈ کپڑوں میں قمیض اور شلوار دونوں ہی ڈھیلی ڈھالی نہیں رکھی جاتی بلکہ وہ جسم کے ساتھ چمٹی ہوئی ہوتی ہیں اس سے خواتین کے جسم کے ابھار یا واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں دوپٹہ اس قدر باریک ہوتا

---

[3]۔ محمد عطیہ خمیس، فقہ النساء، ص:195

[4]۔ سید عبد القادر جیلانی، شیخ، غنیۃ الطالبین (فرید بک سٹال، لاہور، 1988ء) ج:1، ص:13

[5]۔ عبد الرحیم، مفتی، لاجپوری، فتاوی رحیمیہ، (دار الشاعت، کراچی، 2009ء) ص:155

[6]۔ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی 1252ھ رد المختار (مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول 1327ھ) ج5 ص321

ہے کہ اسے لینے اور نہ لینے کے درمیان فرق معلوم نہیں ہوتا خواتین کے بال واضح طور پر نمایاں دکھائی دیتے ہیں اس لباس کو پہنے ہوئی خواتین کی شناخت میں مشکل ہو جاتی ہے کہ یہ مسلم ہے یا غیر مسلم۔ یہ واضح طور پر غیر مسلم قوم کی مشابہت میں داخل ہے۔ ایسا لباس پہننا جائز نہیں نیز لباس کی جو قسم فساق وفجار کے ساتھ مماثلت رکھتی ہوں ان کے ساتھ خاص ہو، ان کی علامت ہو یا ان کا شعار ہو اس کا پہننا مکروہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم سے ہو گا۔[7]

کفار کی مشابہت پر علامہ مناوی کا نظریہ

علامہ احمد مناوی لکھتے ہیں کہ شیخ ابن تیمیہ نے کہا ہے اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کفار کی مشابہت اختیار کرے گا وہ کافر ہو جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"تم میں سے جس شخص نے یہود اور نصاریٰ سے دوستی رکھی اس کا انہی سے شمار ہو گا۔"

اس حدیث کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ کفار کی مشابہت حرام ہو حضرت ابن عمر کا ارشاد ہے جس شخص نے کفار کی سرزمین پر گھر بنایا اور ان کے نیروزہ اور مرجان یعنی ان کے تہواروں سے مثلاً کرسمس اور دسہرا کو منایا اور مرتے دم تک ان کے مشابہ رہا تو اس کا قیامت کے دن انہی کے ساتھ حشر ہو گا یعنی کفار سے بالکلیہ مشابہ ہونا کفر ہے اور معصیت میں مشابہت اختیار کرنا معصیت ہے اور ان کے شعار میں ان کی مشابہت اختیار کرنا مکروہ تحریمی ہے۔[8]

غیر قوم سے مشابہت کی ممانعت کی وجوہات

علامہ ابن تیمیہ کے نزدیک جن لوگوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے وہ عام کفار، مشرکین، اہل کتاب، غیر مسلم، اہل عجم، مجوس اور اہلِ بدعت ہیں۔ ان لوگوں کے شعائر میں اور تمام جاہلی افعال و رسومات میں مشابہت سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔[9]

---

[7]۔امام احمد بن حنبل متوفی 241ھ، مسند احمد، (مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت، 1398ء)، ج2ص50

[8]۔علامہ عبدالرؤف مناوی، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، 1391ھ)ج5، ص104

[9]۔احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ، شیخ الاسلام، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم، (دار اشبیلیا، الریاض، 1998ء)ص:136

صالحین کی مشابہت اختیار کرنے سے ان کی عزت کی جائے گی اور اس فساق کی مشابہت اختیار کرنے سے ان کی رسوائی ہو گی۔

اہل فسق کا لباس پہننے سے ناواقف شخص ان کو بھی فاسق گمان کرے گا اور اس بد گمانی کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہو گا۔

کفار کی تہذیب اور تمدن اختیار کرنے سے اس کا اثر مسلمانوں کے اخلاق، عبادات اور عقائد پر پڑے گا۔

کفار پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے اور جب مسلمان اپنے ظاہری طور طریقوں میں کفار کی مخالفت کریں گے تو اسباب غضب سے بچتے رہیں گے۔

جب کفار اور مسلمانوں کے لباس، وضع قطع اور طرز معاشرت ایک جیسے ہو جائے گی تو ہدایت یافتہ اور گمراہوں میں ظاہری فرق نہیں رہے گا۔

غیر قوم سے مشابہت کے درجات

کفار کے ساتھ تشبہ کی نیت سے متعلقاً کوئی کام کرنا ممنوع ہے مثلاان کی مشابہت کی قصد سے کھانا پینا سانس لینا بھی ممنوع ہے جب کفار کے ساتھ تشبیہ کی نیت نہ ہو بلکہ کسی اور مصلحت اور فائدہ کا حصول مقصود ہو مثلاان کے بنائے گئے ہتھیاروں کا استعمال، فوجی مشقیں، بجلی کی روشنی پنکھوں کا استعمال موٹر کار ہوائی جہاز پر سفر، ٹیلی فون پر بات، لاؤڈ سپیکر اور ریڈیو وغیرہ پر اعلانات اور جائز پروگراموں سے استفادہ کرنا وغیرہ یہ سب جائز امور میں سے ہیں مسلمان بغیر کسی انکار کے اس پر عمل کر سکتے ہیں۔

کفار کے وہ اعتقادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں، اسی طرح ان کی وہ عبادات جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں اسی طرح ان کی وہ تہذیب اور ثقافت جو ان کا مخصوص شعار گردانی جاتی ہیں یعنی وہ چیزیں جو ان کی کسی بد عقیدگی پر مبنی ہیں مثلاعیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اس لیے وہ گلے میں صلیب ڈالتے ہیں یا رسی کا پھندا ڈالتے ہیں یا اسی کی علامت کے طور پر ٹائی لگاتے ہیں یہ تمام چیزیں مطلقاً ممنوع اور حرام ہیں اور ان میں سے بعض چیزیں کفر ہیں۔

جو امور ہمارے اور کفار کے درمیان مشترک ہو یا جو امور نافع ہو ان میں اگر کفار کے ساتھ تشریف واقع ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔[10]

لباس میں غیر قوم سے مشابہت کے درجات

لباس کی جو وضع کسی کافر یا فاسق قوم کا شعار ہو یا وہ وضع ان کی کسی بدعقیدگی پر مبنی ہو اس لباس کو پہن نا اس قوم کے ساتھ خوشبو ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے۔

ظاہری طور پر جو لباس جس گروہ کی علامت ہو اس لباس کے پہننے والے کا ظاہری طور پر اسی گروہ میں شمار ہو گا اس کا آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اگر کوئی صلیب پہنے، ہندوؤں کی طرز کی دھوتی باندھے، گاندھی ٹوپی پہنے تو لباس کی اس مشابہت کی وجہ سے لوگ اس کو ہندو سمجھیں گے۔ لیکن محض اس لباس کی وجہ ہے اس کا آخرت میں ہندوؤں میں شمار نہیں ہو گا البتہ اس لباس سے اس لیے اجتناب لازم ہے کہ لوگ اس کے متعلق ہندو ہونے کی بدگمانی نہ کریں۔

مشابہت کی وجہ سے اخروی حکم صرف اس وقت لاگو ہو گا جب کوئی شخص اس قوم کے باطل عقائد کو اختیار کرے، تو پھر وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کسی کو مختلف بدعات سیئیہ کو اختیار کرے جیسے سیاہ علم اور تعزیہ داری اور سینہ کوبی وغیرہ تو گمراہ ہو گا اور کسی کوم کے ناجائز افعال یا بدعقیدگی پر مبنی اعمال میں مشابہت کو اختیار کرے گا تو حرام کا مرتکب ہو گا۔[11]

ملبوسات میں غیر قوم کی مشابہت پر علماء کی آراء

دیندار مسلمان اور علماء جس طرز کے لباس کو اختیار کرنا پسند کریں عام لوگ بھی اسے اختیار کریں اور علماء جس لباس سے احتراز کریں اس سے بچنا چاہئے اور ایسا لباس جس میں کفار، فساق وغیرہ سے مشابہت لازم آتی ہو اسے پہننا، تیار کرنا کراہت سے خالی نہیں ہے۔

شامی میں ہے:

---

[10] غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم (فرید بک سٹال، لاہور، 2002ء) ج:7، ص:380

[11]۔ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، ص:383

امره انسان ان يتخذ لہ حقا على ذى المجوس و الفسقہ[12]

یعنی کسی موچی سے کسی نے یہ فرمائش کی کہ تو مجھ کو ایسا موزہ بنادے جو مجوسیوں یا فاسقوں کے انداز پر ہے یا درزی سے کہا کہ تو مجھے اہل فسق کا لباس تیار کر دے تو پیشہ وروں کو ایسی چیز کا بنا کر دینا شرعاً مکروہ ہے اس لئے کہ اس میں کفار اور فساق سے مشابہت ہوتی ہے۔

دوسری قوم کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔ **علامہ ابن تیمیہؒ** نے مشابہت کی علت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے ممانعت کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ یہ یہود کا حلیہ ہے اور جس چیز کی علت بیان کر کے منع کیا گیا ہو اس چیز کو بالکلیہ ترک کرنا ضروری ہے چنانچہ جن چیزوں کا یہودی حلیہ ہونا معلوم ہو گیا (حتی کہ بالوں کے اسٹائل میں بھی) تو بہر حال ان کا ترک کرنا ضروری ہے (چاہے مشابہت کا ارادہ ہو یا نہ ہو)۔[13]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو مشرکین کی زمین میں رہے ان کے نوروز، مہرجان کے جشن منائے اور ان کی مشابہت اختیار کرے اور اسی حال میں مر جائے تو قیامت میں اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا۔[14]

خریداری کے شرعی اصول وضوابط

اسلام خواتین کو ضرورت کے تحت بازار جانے اور خریداری کرنے سے روکتا نہیں ہے۔ اسلام میں ہر کام کو کرنے کے اصول وضوابط دیئے گئے ہیں جن سے کبیرہ وصغیرہ ہر قسم کے گناہوں سے بچا جاسکتا ہے اور اللہ کا قربِ خاص حاصل کیا جاسکتا ہے اسی طرح خریداری کے لئے بھی چند اصول وضوابط دیئے گئے ہیں جو خواتین کے لئے سراسر خیر و بھلائی کا باعث ہیں:

مسلمان خواتین اپنے محرم مرد کے ساتھ بازار کا رخ کریں اس سے ان کی عزت ومال کی حفاظت بھی رہے گی اور لغویات میں محو ہونے کے امکانات بھی کم سے کم رہ جائیں گے۔

---

[12]۔ شامی، کتاب الحضر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج:5، ص:345

[13]۔ اقتضاء الصراط المستقیم، ص:177

[14]۔ اقتضاء الصراط المستقین، ص:83

خواتین کو چاہئے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے وقت زیب وزینت کو ترک کریں اور مکمل پردے میں نکلیں تاکہ شیطان کو اس کے مکر کا کوئی موقع نہ ملے اور خواتین بھی باوقار اور محفوظ محسوس کریں۔ نیز اپنی نگاہوں کو بھی جھکا کر رکھیں اور ضرورت کے تحت معاملات کریں۔

بغیر ضرورت اشیاء کی خریداری سے مکمل پرہیز کریں۔ صدقہ وخیرات کی عادت بنائیں۔

دکاندار سے بے باکانہ گفتگو سے مکمل پرہیز کریں۔

مناست اشیاء اور مناسب لباس خریدیں۔ دوسروں کی دیکھا دیکھی اور محض فیشن کے لئے مہنگے ملبوسات کی خریداری سے پرہیز کریں۔ بازار جانے کی دعا لازمی پڑھیں۔

خلاصہ کلام

ذوقِ جمال کے اعتبار سے انسانوں نے خوبصورتی کے مختلف درجات بنالئے۔ ہر زمانے میں انسان اپنے آپ کو خوبصورت بناتا رہا ہے۔ خواتین میں کشش فطری طور پر پائی جاتی ہے۔ پچھلے زمانوں کی نسبت اس زمانے کے حالات بہت بدل چکے ہیں عورتوں کی ایک بڑی تعداد نے حیا کی چادر اتار پھینکی ہے دینی حدود کے معاملے میں یہ بڑی لاپرواہ اور بے آبرو ہو گئی ہیں بلکہ دن بہ دن یہ تعداد بڑھ رہی ہے۔ یقیناً یہ چیزیں انہیں فرنگیوں کی تقلید اور پیروی سے ہی ملی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خواتین کی اکثریت بے حیائی کی طرف قدم بڑھاتی معلوم ہو رہی ہے۔

قرآن میں مختلف مقامات پر اس کی ممانعت کا ذکر ملتا ہے۔ نیز فقہاء نے لباس کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے یعنی ایسا لباس جو شرمگاہ کو ڈھانپے، زینت کے حصول کا ذریعہ نہ بنے، تکبر کے لئے نہ پہنا جائے وغیرہ۔

شریعت کی تعلیم سے واضح ہوتا ہے کہ آرائشی لباس کا استعمال مستحب ہے لیکن خواتین اپنے ستر کو ڈھانپتے ہوئے، حسن وجمال اور زیب وزینت نیز بناؤ سنگھار کے اظہار کیے بغیر کسی بھی آرائشی جائز لباس کا استعمال کر سکتی ہیں۔ ستر کی مقدار میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے بعض علماء کے نزدیک عورت کا پورا جسم سر تا پا مکمل پردہ ہے جبکہ بعض کے نزدیک چہرہ اور ہاتھ اس سے مستثنیٰ ہیں اور بعض نے پاؤں کو بھی ستر سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ فقہاء کا اس بات ہر اتفاق ہے کہ عورت غیر محرموں سے اپنے ستر کو چھپا کر رکھے گی اور گھر سے نکلتے وقت مکمل پردے میں ہو۔

خواتین اپنے شوہر کے سامنے ہر طرح کے ملبوسات زیب تن کر سکتی ہے اپنے بدن کی زینت، جمال و خوبصورتی کو ظاہر کرنا اس کے لیے مستحسن ہے۔ خواتین کا لباس گھر سے باہر نکلتے وقت شریعت کے عین مطابق ہونا چاہیئے یعنی ایسا لباس ہو جو نہ باریک، چست، خوشبودار، زینت وآرائش والا، مردوں کی مشابہت والا ہو اور نہ ہی غیر

مسلم اقوام کی بے حیائی کی نمائش والا۔ سر سے چادر لٹکتی ہو جس سے اس کا مکمل بدن چھپ جائے راستہ دیکھنے کے لیے آنکھ کھلی رہے اس میں گنجائش ہے۔گھر کے اندر محرم رشتہ داروں میں بھی خواتین کو حیا و پاکدامنی کا اظہار کرنا چاہیئے البتہ لباس ڈھیلا ڈھالا ہو اور بے حیائی و عریانی سے پرہیز کیا جائے۔

خواتین گھر میں دیگر خواتین کی طرح اپنے معاشرے اور علاقے میں مروج تمام ملبوسات کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے پہن سکتی ہیں۔ محرم رشتوں کے سامنے سر، چہرہ، گردن، پنڈلی اور کلائی کو ظاہر کرنے اور نہ کرنے میں بھی علماء کے مابین اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک محرم رشتوں کے سامنے عورت اپنا چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کھلے رکھ سکتی ہے جبکہ بعض نے سر، چہرہ، گردن، پنڈلی اور کلائی بھی ظاہر کرنے کی گنجائش رکھی ہے۔اور بعض کے نزدیک سر، چہرہ، گردن، پنڈلی، کلائی، سینہ وغیرہ ظاہر کرنا اظہار زینت اور فساد قرار دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔

لباس میں آرائش و زیب و زینت کو پسند کیا گیا ہے لیکن اسراف و تبذیر سے مکمل ممانعت بھی کی گئی ہے۔ حرام و ناجائز ملبوسات پر اپنا مال کرنا اور حلال ملبوسات میں حد سے زیادہ مال خرچ کر دینا دونوں صورتیں ممنوع ہیں۔ محض فیشن کے نام پر قیمتی و مہنگے ملبوسات کی خریداری کی جاتی ہے اور اس کا مقصد ریاکاری اور حسن و جمال کی نمائش ہوتا ہے علاوہ ازیں اس مقصد کے لیے کفار و مشرکین کے مذہبی و علاقائی ملبوسات کو بھی پسند کیا جانے لگا ہے۔ان سب سے اجتناب لازمی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License